اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

”علماء کرام کی 12 حکایت“

حکایت(01): ”عالم صاحب کا خوفِ خدا“

ایک روز امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہیں جارہے تھے کہ بے خیالی میں آپ کا پاؤں ایک لڑکے کے پَیر پر پڑ گیا، لڑکے کی چیخ نکل گئی اور اُس کے مُنہ سے یہ بات نکلی: جناب! کیا آپ قیامت کے دن میں لیے جانے والے بدلوں(recompenses) سے نہیں ڈرتے؟ یہ سُننا تھا کہ امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بہت زیادہ ڈر گئے اور آپ بیہوش(unconscious) ہوگئے، کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو عرض کی گئی: ایک لڑکے کی بات سے آپ اتنا کیوں ڈر گئے؟ فرمایا: کیا معلوم اُس کی آواز اللہ پاک کی طرف سے کوئی ہِدایت(guidance) ہو۔(اَلْمَنَاقِب لِلْمُوَفَّق،۲/۱۴۸)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ کا خوف ایسی پیاری عادت ہے جو ہمیں برائیوں سے بچاتی ہے اور اچھائیوں کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علمِ دین کی برکت سے علماء، اللہ پاک سے ڈرنے والے ہیں۔

تعارُف(Introduction):

امامِ اعظم کا نام ”نُعمان“ اور کُنْیَت(kunyah)”اَبُو حنیفہ“ ہے۔ سن 80 سنِ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔ امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دن بھر علمِ دین پڑھاتے اور ساری رات عبادت کرتے۔ ہمارے امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ رَمَضانُ الْمبارک میں اکسٹھ(61) قرآن پاک خَتْم کیا کرتے۔ تیس(30) دن میں، تیس(30) رات میں اور ایک(1) تراویح میں نیز آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے پینتالیس(45) سال تک عشاء کے وُضُو سے فجر کی نماز پڑھی۔ (بہارِ شریعت حصہ ۴،ص ۳۷) ایک روایت کے مطابق امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے زندگی میں پچپن(55) حج کئے اور جس گھر میں آپ کا انتقال ہوا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اُس میں سات ہزار بار(7000) قرآن مجید خَتْم

www.farzuloom.net

فرمائے تھے۔ ڈیڑھ سو(150) سن ہجری میں آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کے جنازے میں بہت لوگوں نے شرکت کی، بغداد شریف میں آپ کا مزار مبارک ہے۔(عقود الجمان ص ۲۲۱) قرآن وحدیث کی روشنی میں جو مسائل امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیان کیے ہیں، پاک وہند اور بنگلہ دیش وغیرہ میں رہنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریت ان مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "حنفی" کہتے ہیں۔

علم اور علماء کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اللہ پاک بڑا جواد (سب سے زیادہ نوازنے والا) ہے اور میں سب آدمیوں میں بڑا سخی ہوں اور میرے بعد اُن میں بڑا سخی وہ ہے جس نے کوئی علم سیکھا پھر اس کو پھیلا دیا۔(شعب الایمان/۲، ۲۸۱، حدیث: ۱۷٦۷، باختصار)

حکایت(02): "زبان اور کانوں کی حفاظت"

حضرت احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بازار(market) سے اپنے گھر کی طرف جارہے تھے، ہم بھی ان کے ساتھ جانے لگے۔ اتنے میں راستے میں موجود ایک شخص کسی عالم کی برائی کرنے لگا، امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہماری طرف مڑے(turn to us) اور فرمایا: اپنے کانوں کو غیبت(یعنی برائی) سننے سے بچاؤ جیسے اپنی زبانوں کو بچاتے ہو کیونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک(partner) ہوتا ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر بے وقوف کی بات کو قبول(accept) نہ کیا جائے تو یقیناً قبول نہ کرنے والا خوش نصیب(lucky) ہوتا ہے اور وہ بری بات کرنے والا بدنصیب(unlucky) ہوتا ہے۔(حلیۃ الاولیاء، ۹/ ۱۳۰، رقم: ۱۳۳٦۴)

اس سچے واقعے سے پہلی بات یہ سیکھنے کو ملی کہ عالمِ دین کو برا نہیں کہنا چاہیے اور اگر کوئی کسی عالم کی یا کسی بھی مسلمان کی برائی کر رہا ہو تو اسے روکنا چاہیے روک نہ سکیں تو اپنے کانوں کو وہ برائی سننے سے بچانا چاہیے، **یہ بھی معلوم ہوا کہ** علماء کے پاس حاضر ہونا چاہیے کہ علماء برائیوں سے بچاتے اور اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے حکم پر عمل کرواتے ہیں۔

تعارُف(Introduction):

امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام ”محمد“ اور والد کا نام ”ادریس“ تھا، آپ کے دادا کے کا نام ”شافع“ تھا جن کی وجہ سے آپ کو ”شافعی“ کہا جاتا ہے، آپ ”قریش“ خاندان سے ہیں۔ بچپن(childhood) ہی سے علم حاصل کرنے میں مصروف(busy) ہوگئے تھے، بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے تھے، 50ہزار درھم (یعنی چاندی کے سکّے) بھی ایک ہی دن میں صدقہ کر دیا کرتے تھے، آپ کی پیدائش(birth) 150 سنِ ہجری میں اور آپ کا انتقال 204 سنِ ہجری کو رجب (کے مہینے) کی آخری تاریخوں میں ہوا۔ (حلیۃ الاولیاء،۹/۷۷، رقم:۱۳۱۷۰) دنیا بھر میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو ”شافعی“ کہتے ہیں۔

علم اور علماء کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اس حال میں صبح کرو کہ تُم (۱) عالِم ہو یا (۲) علم سیکھنے والے ہو یا (۳) عالم کی باتیں سننے والے یا (۴) عالم سے محبت کرنے والے ہو اور پانچواں (5^{th}) نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

(معجم صغیر، جزء۲، ص۹، حدیث:۷۸۷)

حکایت (03): ”حدیث شریف کا ادب (respect)“

حضرت امام مالک بن انس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جب حدیث شریف کا درس دینے کا ارادہ(intention) کرتے تو پہلے وضو کرتے، اپنی داڑھی میں کنگھی(combing) کرتے، بہت اطمینان(calmness) اور ادب کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھتے پھر حدیث بیان کرتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس انداز(style) سے حدیث بیان کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حدیث کی تعظیم(respect) کرنے کو پسند کرتا ہوں اور اطمینان و سکون کے ساتھ وضو کے ساتھ ہی حدیث بیان کرتا ہوں۔

آپ راستے میں کھڑے کھڑے یا جلد بازی(haste) میں حدیثِ مبارکہ بیان کرنے کو پسند نہیں کرتے

تھے۔ آپ نے خود فرمایا کہ: مجھے یہ پسند ہے کہ میں جو بھی حدیثِ رسول بیان کروں اسے اچھی طرح سمجھا دوں۔(حلیۃ الاولیاء،۶/۳۴۷،رقم:۸۸۵۸)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمیں قرآن و حدیث اور علمِ دین کا ادب کرنا چاہیے۔ اور یہ بھی پتا چلا کہ دینی کتابوں کا ادب سیکھنے کے لیے علماء کرام کے انداز (manners) جاننے چاہییے اور ان کی طرح اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

آپ کا نام "مالک" کُنْیَت(kunyah) ابو عبدُ اللہ، والد کا نام انس ہے اور آپ امام مالک کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کو عالمِ مدینہ کہا جاتا ہے، 93 سن ہجری میں پیدا ہوئے، تبع تابعی بزرگ ہیں (یعنی آپ نے تابعین کرام رَحمَۃُاللہِعَلَیہِم کا زمانہ پایا ہے اور ان کی زیارت بھی کی ہے (مراۃ ج۱، ص ۱۸۴) تابعین، وہ ہیں کہ جنہوں نے کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے ملاقات کی ہو یا اُن کے پاس جانا ہوا ہو)، اتنے بڑے عالم تھے کہ لوگ دوسرے ملکوں سے سفر کر کے آپ کے پاس علم سیکھنے آتے، (سیر اعلام لانبلاء،۱۵/۴۳ ملتقطا) آپ رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ کا عشق رسول ایسا تھا کہ مدینہ پاک میں گھوڑے پر بیٹھنا، آپ کو بالکل پسند نہیں تھا کہ جس شہر میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا روضہ (یعنی مزار شریف) ہے اس کی مٹی پر میری سواری (ride) کے پاؤں کیسے پڑیں گے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب العلم،۱/۴۸ ملخصا) ۱۰ ربیع الاول 179 سنِ ہجری، 86 سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء،۱۵/۱۳۱) دنیا بھر میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "مالکی" کہتے ہیں۔

علم اور علماء کی شان:

فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے (وہ) عالم کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے یہاں تک کہ سمندر میں مچھلیاں بھی۔ (ابن ماجہ،۱/۸۷، حدیث:۲۳۹)

www.farzuloom.net

حکایت(04): "اسلام کے لیے"

علماءِ دین اور بزرگانِ دین رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہِمۡ، اسلام کے لیے حق اور سچی بات پر ہی رہتے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ کو آپ کے زمانے کے خلیفہ (حاکم۔caliph) نے قرآنِ پاک کے بارے میں ایک غلط فتوی دینے (یعنی غلط دینی مسئلہ بتانے) کو کہا: امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ نے منع کر دیا۔ خلیفہ اس بات پر بہت غصّہ ہوا اور اس نے آپ کو بہت سی دھمکیاں (threats) دی بلکہ آپ کو جان سے مارنے کا حکم دے دیا لیکن آپ نے غلط فتوی نہیں دیا۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ کو قید (imprisoned) کر لیا گیا پھر آپ کی کمر پر کوڑے (whip) مارے گئے جس سے آپ کی کمر خون سے بھر گئی۔ آپ کو جب کوڑا مارا جاتا تو فرماتے، میں نے خلیفہ کو مُعاف کیا۔ پھر آپ رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ بے ہوش ہو گئے۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو اٹھائیس (28) مہینے (یعنی دو (2) سال سے بھی زیادہ وقت) قید میں رکھا گیا اور آپ کو ہر رات کوڑے مارے گئے۔ (معدنِ اَخلاق حصہ ۳ ص ۳۷ تا ۳۹، دار الکتب حنفیہ باب المدینہ کراچی، الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۹۷، مُلَخَّصاً)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ علماء کرام نے اسلام کی اصل تعلیم کو بچانے کے لیے بہت تکالیف اور پریشانیاں اٹھائیں، ان کی قربانیوں کی وجہ سے آج ہم تک اسلام کی صحیح معلومات پہنچی ہیں۔ اگر وہ لوگ ظلم کرنے والوں سے ڈر جاتے اور ان کی غلط باتیں مانتے تو آج اسلام باقی نہ رہتا۔ اللہ پاک ہمیں علماء کرام کی محبّت عطاء فرمائے۔

تَعارُف(Introduction):

امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ 164 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت ادریس حدّاد رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو ہمیشہ نماز پڑھتے، تلاوتِ قرآن کرتے یا کوئی کتاب پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام احمد حدیثِ پاک کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ نے دس لاکھ (one million) احادیث لکھیں۔ انتقال کے وقت آپ رَحْمَۃُاللہِعَلَیۡہ کی عمر مبارک ستتر (77) سال تھی۔ آپ کے نمازِ جنازہ میں تقریباً

آٹھ لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔(حکایتیں اور نصیحتیں،ملخصا) دنیا بھر میں لاکھوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "حنبلی" کہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے 230 سال کے بعد آپ کی قبر کے قریب جب کسی کیلئے قبر کھودی گئی تو غلطی سے آپ کی قبر کھل گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ 230 سال گزر جانے کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جسم اور کفن بالکل صحیح تھا۔(مرقاۃ المفاتیح، ترجمۃ الامام احمد بن حنبل، ج۱، ص۶۷، دارالفکر بیروت)

علم اور علماء کی شان:

ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت (بیمار کی خیریت پوچھنے) اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور قرآن کی تلاوت سے (بھی افضل (superior) ہے)؟ فرمایا: آیا (یعنی کیا) قرآن بغیر علم کے فائدہ دے گا؟(قوت القلوب، ۱/۲۵۷)

حکایت (05): "آنکھوں کی روشنی دوبارہ آگئی"

بچپن میں حضرت امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بینائی (یعنی آنکھوں کی روشنی) چلی گئی، آپ کی والدہ کو بہت افسوس ہوا تو انھوں نے رو رو کر دعائیں کیں۔ ایک رات جب امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ سوئیں تو انہوں نے خواب میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی واپس آنے کی خوشخبری (good news) سنائی۔ جب امّی جان صبح اٹھیں تو امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بینائی (یعنی آنکھوں کی روشنی) واپس آگئی تھی۔(فتح الباری، ج، ص۴۵۲)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ پریشانی میں "سب" کے سامنے مت روییے، "ربّ" سے دعا کیجئے، اُس کے سامنے روییے، اللہ پاک کی رحمت پر اُمید (hope) رکھیے، وہ چاہے گا تو آپ کی مشکل ختم ہو جائے گی، اللہ پاک سے دعا کرنے کی عادت بنالیجئے۔

www.farzuloom.net

تعارُف(Introduction):

امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جمعہ کے دن 13 شَوّالُ الْمُکَرَّم، 194 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام "محمد" ہے۔(المنتظم،۱۲/۱۱۳) امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تمام زندگی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثیں پڑھنے پڑھانے اور جمع کرنے میں گزری۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے "بخاری شریف" سب سے زیادہ مشہور ہوئی اور قرآنِ پاک کے بعد اس کتاب کو مسلمانوں میں اہمیّت(importance) حاصل ہے۔(طبقات الشافعیہ الکبریٰ،۲/۲۳۴، مرقاۃ المفاتیح،۱/۵۴) شَوّال کی پہلی تاریخ، 256 سنِ ہجری کو 62 سال کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہوا۔ سَمَرْقَنْد(ازبکستان) کے قریب "خرتنگ(khartank)" میں آپ کا مزار ہے۔(سیر اعلام النبلاء،۱۰/۳۲۰،۳۱۹)

علم اور علماء کی شان:

اللہ پاک اور اُس کے فرشتے اور سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے(یعنی دعا کرتے) ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔(ترمذی، کتاب العلم،۴/۳۱۳، حدیث:۲۶۹۴)

حکایت(06): "علم کا شوق"

بزرگانِ دین علمِ دین سے بہت محبّت فرماتے تھے جب وہ دین کا علم حاصل کرتے تو انہیں کسی چیز کا خیال نہیں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے امام مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ گھر آکر وہ حدیث کتابوں میں دیکھنے لگے۔ آپ کے قریب ہی کھجوروں کا ٹوکرا(basket) بھی رکھا ہوا تھا۔ آپ وہ حدیث ڈھونڈتے رہے اور ایک ایک کھجور اٹھا کر کھاتے رہے۔ آپ اس طرح حدیث دیکھتے رہے کہ آپ کو کسی چیز کا کوئی خیال ہی نہ رہا، جب آپ کو وہ حدیث ملی جسے آپ ڈھونڈ رہے تھے تو کھجور کا پورا ٹوکرا(basket) خالی ہو گیا تھا۔ اتنی زیادہ کھجوریں کھا لینے کی وجہ سے آپ بیمار ہوگئے اور اِسی بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔(تھذیب التھذیب، ج۸، ص۱۵۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

www.farzuloom.net

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ علم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِمْ دین سے بہت محبّت کرتے تھے اور علمِ دین حاصل کرنے کے لیے بہت کوششیں بھی کرتے تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی دینی مدد کے لیے ہمارے بزرگانِ دین بہت کوششیں کرتے تھے۔

تعارُف(Introduction):

امام مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 202 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علمِ دین حاصل کرنے لیے کئی ملکوں کا سفر کیا۔ آپ کو حدیث کے علم سے بہت محبّت تھی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، اُن میں حدیث کی مشہور کتاب "صحیح مسلم شریف" بھی ہے۔ حدیث شریف کی کتابوں میں "بخاری شریف" کے بعد، مسلمانوں میں "مسلم شریف" کو بہت زیادہ اہمیّت(importance) حاصل ہے۔ 261 سن ہجری میں تقریباً 59 سال کی عمر آپ کا انتقال ہوا۔ (بستان المحدثین، اکمال وغیرہ، منتخب احادیث، ص ۲۳۳)

علم اور علماء کی شان:

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے اللہ پاک نے فرمایا: اے ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام)! میں عَلِیم (علم والا) ہوں، ہر (دین کا) علم (رکھنے والے) کو دوست رکھتا ہوں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۷۰، حدیث: ۲۱۳)

حکایت(07): "امام غزالی کا تھیلہ(bag)"

امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دین کا علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ علمِ دین حاصل کرنے کے لیے اپنے گھر سے بہت دور ایک جگہ جاکر آپ نے خوب علم حاصل کیا۔ آپ علمِ دین حاصل کرتے اور اہم اہم پوائنٹس(points) لکھ لیتے تو آپ کے پاس بہت سارے صفحات(papers) جمع ہوگئے۔ اب آپ اپنے گھر واپس آنے لگے تو آپ نے اپنے لکھے ہوئے صفحات، ایک تھیلے(bag) میں ڈال لیے اور گھر کی طرف جانے لگے، راستے میں آپ کے قافلے کو ڈاکوؤں(Robber) نے روک لیا سب لوگوں سے ان کا سامان اور پیسے چھین لیے، امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس ڈاکو آئے تو ان کے سامان کے ساتھ وہ تھیلہ(bag) بھی

چھین لیا جس میں آپ کے صفحات تھے، اس پر آپ بہت پریشان ہوئے اور ڈاکوؤں کے سردار کے پاس چلے گئے اور اس کو بتایا آپ میرا سارا سامان لے لیں مگر مجھے میرا تھیلہ دے دیں، وہ تمہارے کسی کام کا نہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا: اس تھیلے میں ایسا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس میں میرے سالوں کے لکھے ہوئے نوٹس (notes) ہیں اگر مجھے وہ نہیں ملے تو میرا بہت سارا علم چلا جائے گا۔ یہ سُن کر ڈاکوؤں کا سردار ہنس پڑا اور اس نے امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا مذاق اڑاتے ہوئے کچھ اس طرح کہا: آپ کے پاس علم نہیں ہے، آپ کا علم تو اس تھیلے میں ہے۔ یہ کہہ کر ڈاکوؤں کے سردار نے وہ تھیلا واپس کر دیا۔ امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے وہ تھیلا تو واپس لے لیا مگر آپ سوچنے لگے اور اب آپ نے گھر پہنچ کر تین (3) سال میں علمِ دین کی وہ سب باتیں یاد کر لیں تا کہ اب اگر کتابیں چلی بھی جائیں تب بھی علمِ دین ان کے پاس ہی رہے۔ (فیضان امام غزالی ص ۱۲ ملخصا)

اس حکایت سے یہ سیکھنے کو ملا کہ علم کو لکھنے کے ساتھ ساتھ یاد بھی کرنا چاہیے۔

تعارُف (Introduction):

امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه 450 سن ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا، آپ کے والد کا اور آپ کے دادا، تینوں کا نام "محمد" رکھا گیا یعنی آپ محمد بن محمد بن محمد غزالی ہیں۔ آپ نے علم دین حاصل کرنے کے لیے دور دور کے سفر کیے، علم دین پڑھا بھی اور پڑھایا بھی۔ آپ بہت عبادت بھی کیا کرتے۔ آپ نے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں اور بُرے خیلات کے علاج اور انسان کی اپنی اصلاح کے لیے ضروری باتوں پر کتابیں لکھیں، جن کو پڑھنا ہر مسلمان کے لیے فائدہ مند (beneficial) ہے۔ کم از کم، کتاب "لڑکے کو نصیحت" تو فوراً پڑھ لینی چاہیے۔ (فیضان امام غزالی ملخصا)

علم اور علماء کی شان:

جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے چلے گا اللہ پاک اُس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کرے گا اور جب کچھ لوگ اللہ پاک کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ پاک کی کتاب (یعنی قرآنِ پاک) پڑھتے ہیں اور آپس میں درس کرتے (یعنی پڑھاتے) ہیں تو اُن پر سکینہ (یعنی اطمنان) نازل ہوتا ہے اور رحمت اُن کو گھیر

لیتی (یعنی رحمت اُترتی) ہے اور فرشتے اُن کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں (یعنی ہر طرف فرشتے آجاتے ہیں) اور اللہ پاک اپنے پاس والوں کے سامنے اُن کا ذکر کرتا ہے (مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ص ۱۴۴۷، حدیث: ۲۶۹۹) یعنی اللہ پاک اُن (کے علم دین کے لیے چلنے، جمع ہو کر سیکھنے سیکھانے) کے اِن اچھے کاموں پر خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کو بتاتا ہے کہ میں اِن سے خوش ہوں۔ (فیضان علم وعلماء ص ۷ ا بتغیر)

حکایت (08): ”بخار کی حالت میں صرف دو دن میں ایک کتاب لکھ دی“

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے عالم اور سچّے عاشقِ رسول تھے۔ آپ کا کام، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بیان کرنا اور اگر کوئی ہمارے نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کم کرنے کی کوشش کرے تو اُس کی گستاخیوں اور بے ادبیوں سے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمت (ummah) کو بچانا تھا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دوسری بار جب حج ادا کرنے گئے، تو وہاں جا کر پتا چلا کہ مکّہ شریف کے گورنر (governor) کے پاس کچھ لوگوں نے آکر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علمِ غیب کے خلاف باتیں کی ہیں اور سوالات کے جوابات مانگے ہیں۔ مکّہ شریف کے بہت بڑے عالم صاحب نے اُن لوگوں کی طرف سے ہونے والے سوالات اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیئے اور دو (2) دن کے اندر، اِس کا جواب لکھنے کی گزارش کی۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اسی وقت قلم اور اِنک (ink) لانے کو کہا لیکن دوسرے دن آپ کو بہت تیز بخار ہو گیا۔ بخار کی حالت میں بھی کچھ گھنٹے آپ نے جواب لکھ کر مکمل (complete) کر دیا اور اس کے علاوہ بھی اپنے دیگر کام کیے۔ آپ نے ان سوالوں کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے دیے کہ مکّہ شریف کے گورنر (governor) نے کہا ”اَللّٰہُ یُعْطِی وَھٰؤُلَآءِ یَمْنَعُوْنَ“ یعنی اللہ پاک تو اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ منع کرتے ہیں۔ عرب کے علماء اُن جوابات کو پڑھ کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تعریفیں کرنے لگے اور اُن سوالات کرنے والوں کو جب یہ جوابات سنائے گئے تو وہ سمجھ گئے کہ ہم سب مل کر بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جواب نہیں دے سکتے لھذا وہ مزید کوئی بات نہ کر

www.farzuloom.net

سکے۔(ملفوظات اعلی حضرت،۱۹۰تا۱۹۳ماخوذاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ ہمارے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے عالم تھے کہ مکّے کے علماء بھی آپ کی تعریفیں کرتے تھے۔ اللہ پاک ہمیں ان کی کتابوں میں بتائی ہوئی باتوں کو سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کا شوق عطاء فرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ بدنصیب اور بُرے لوگ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کم کرنے کی کوشش کرتے اور دوسری طرف کچھ خوش نصیب اور اچھے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کا بیان کرتے اور وسوسے ڈالنے والوں سے اُمت کو بچاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُن علماء میں سے ہیں کہ جن کی ساری زندگی مکّے کے سردار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بیان کرتے ہوئے گزری اور آپ نے اُمت کو شیطانی وسوسوں سے بچایا اور عشق رسول کے راستے پر چلایا۔ آپ کی ان کوششوں کی وجہ سے مختلف ملکوں کے علماء نے آپ کو مُجَدِّد کہا یعنی آپ کو اتنا بڑا عالم کہا کہ سو(100)سال میں اتنا بڑا عالم پیدا ہوتا ہے۔

تعارُف(Introduction):

اعلی حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دس(10)شوال 1272 سنِ ہجری کو ہفتے کے دن ظہر کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کا نام "محمد" ہے، دادا نے "احمد رضا" کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ چار(4)سال کی عمر میں قرآنِ مجید مکمل پڑھ لیا۔ تیرہ(13)سال، چار(4)ماہ اور 10 دن کی عمر میں دینی تعلیم مکمل ہوئی تو دینی کتابیں پڑھانا اور فتوی دینا(یعنی دینی مسائل لکھ کر دینا)شروع کر دے۔ آپ نے بہت کتابیں لکھیں، ترجمۂ قرآن کنزالایمان کے علاوہ کئی کتابیں اردو، عربی اور فارسی(زبانوں)میں لکھیں۔ پچیس(25)صفر المظفر 1340 سنِ ہجری 28 اکتوبر 1921ء کو جمعۃ المبارک کے دن، جمعہ کی اذان کے وقت تقریباً اڑسٹھ(68)سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

علم اور علماء کی شان:

www.farzuloom.net

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں: رات میں عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے ہزار لوگوں کا مرنا ایک ایسے عالم کی موت کے برابر نہیں ہو سکتا کہ جو اللہ پاک کے حلال و حرام پر صبر کرتا ہے (یعنی دین پر عمل بھی کرتا ہو)۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص۴۲، حدیث:۱۱۵)

حکایت (09): "ابھی 8 رَکعت تراویح باقی ہیں"

نماز، روزہ وغیرہ کے ہزاروں دینی مسائل کی کتاب بہارِ شریعت لکھنے والے مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رمضانُ المبارک کی ایک رات، تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے ابھی 12 رکعتیں ہی ہوئی تھیں کہ کسی نے آکر بڑے بیٹے کے وفات پانے کی خبر دی جسے سُن کر آپ کی زبان سے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" (ترجمہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف واپس جانے والے ہیں) کہا اور فرمایا: ابھی آٹھ (8) رَکعت تراویح باقی ہیں، پھر نَماز پڑھنا شروع کر دی۔ (صدرالشریعہ نمبر، ص۱۳)

اس حکایت سے پتا چلا کہ ہر حال میں صبر کرنا چاہیے کہ جس طرح مفتی صاحب نے اپنے بڑے بیٹے کے انتقال کی خبر پر کیا۔ نمازوں سے بہت محبت ہونی چاہیے اور علمِ دین شوق کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے۔

تَعارُف (Introduction):

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی پیدائش 1300ھ مطابق 1882ء میں ہند (India) میں ہوئی۔ آپ نے بہت شوق کے ساتھ علمِ دین حاصل کیا، آپ کے استادِ محترم "حضرت مولانا وصی احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ" فرماتے ہیں: مجھ کو ساری زندگی میں ایک ہی طالبِ علم ملا ہے جو محنتی، سمجھ دار، علم سے شوق اور دلچسپی رکھنے والا ہے۔ (صدرالشریعہ نمبر، ص۷، ملخصاً) صبح جلد اُٹھ کر مسجد جانا، مؤذّن نہ ہو تو اذان دینا، نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد بلاناغہ روزانہ ایک پارہ تلاوت کرنا اور پڑھنا، اسی طرح جمعہ کی نماز کے بعد خاص طور پر درودِ رضویہ ضرور پڑھنا، آپ کے معمولات (routine) میں شامل تھا۔ (صدرالشریعہ نمبر، ص۱۶۲،۱۶۱) 2 ذیقعدۃ

الحرام1367ھ مطابق6 ستمبر 1948ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ہند میں آپ کا مزار ہے۔(تذکرۂ صدر الشریعہ،ص۳۹ بتصرف)

نوٹ، درودِ رضویہ یہ ہے:

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ ؕ

علم اور علماء کی شان:

جب آدمی مرتا ہے اُس کا عمل ختم ہوجاتا ہے مگر تین(3) چیزوں سے (اُسے فائدہ پہنچتا ہے): (۱) کوئی جاری رہنے والا صدقہ چھوڑ گیا (مثلاً مسجد بنادی) یا (۲) ایسا علم (چھوڑا کہ) جس سے لوگوں کو فائدہ ہو یا (۳) نیک لڑکا (یعنی نیک اولاد) کہ اُس (مرنے والے) کے لیے دعا کرے۔(مسلم،کتاب الوصیۃ،ص۸۸۶،حدیث:۱۶۳۱) یعنی تین(3) چیزوں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔

حکایت(10): "بُری نیّت والوں نے توبہ کرلی"

ایک مرتبہ کسی علاقے میں حضرت مفتی نَعِیمُ الدِّین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان تھا،لوگوں کو پتا چلا تو بہت سارے آدمی آپ کا بیان سُننے کے لیے آگئے۔جب بیان شروع ہوا تو کچھ شرارتی لوگ کہ جو پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان میں غلط باتیں کرتے تھے، اِس بُری نیّت کے ساتھ آگئے کہ ہم مفتی صاحب سے اُلٹے سیدھے سوال کرکے آپ کو پریشان کریں گے تاکہ سننے والے آپ کا بیان نہ سنیں۔ لیکن جب انہوں نے آخری نبی،مکّی مدنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان بیان کرنے والے مفتی نَعِیمُ الدِّین صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان سنا تو سنتے ہی رہ گئے اور سمجھ گئے کہ ہم غلط سوچ رکھنے والے ہیں اور مفتی صاحب ہی اسلام کی سچّی اور صحیح باتیں بتا رہے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بہت بڑا مقام دیا اور ان کی شان میں کمی کرنا، اپنی آخرت برباد کرنا ہے۔مفتی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیان کے بعد اِعلان فرمایا: اگر کسی کو میری تقریر(speech) پر کوئی سوال ہے یا کوئی بات سمجھ نہ آئی ہو تو پوچھ لے (اِنْ شَآءَ اللہ!) اس کو جواب

دیا جائے گا۔ توبُری نیّت سے آنے والوں کی یہ پوری جماعت کھڑی ہوگئی اور کہا: حضور! کوئی سوال نہیں بس اتنی عرض ہے کہ ہم آپ کے بیان میں رکاوٹ ڈالنے آئے تھے، لیکن آپ کے بیان نے ہمارے دل کی آنکھیں کھول دی ہیں، اب آپ ہمیں توبہ کرائیں اور آج شام ہمارے مَحلّے میں بھی بیان فرمائیں۔(تذکرہ صدرالافاضل، ص۱۷)

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ ہمارے علمائے کرام اور بزرگانِ دین کا بیان سُن کر بُرے لوگوں کی اصلاح ہوجاتی ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت مفتی نَعِیمُ الدِّین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ، 1 جنوری 1883 پیر شریف، ہند(India) میں پیدا ہوئے۔ آپ اعلی حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے بہت محبّت رکھتے تھے ہر پیر اور جمعرات کو اعلیٰ حضرت کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ اعلی حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ آپ کو بہت اہمیت دیتے اور آپ کے مشورے بھی قبول فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو خلافت (پیری مریدی کی اجازت) دی۔ آپ نے بہت سی دینی کتابیں لکھیں اور قرآن پاک کی ایک تفسیر(کہ جس میں قرآنی آیتوں کا مطلب وغیرہ ہے بھی) لکھی۔(تذکرہ صدرالافاضل، ص۲ تا ۹ ملخصا)

علم اور علماء کی شان:

حضرت اسمٰعیل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تو انہوں نے کہا: مجھے اللہ پاک نے بخش دیا اور مجھ سے فرمایا: اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا (تو تجھے) علم (دین) نہ دیتا۔(الدر المختار معہ رد المحتار، المقدمۃ، ۱/۱۲۵)

حکایت(11): ”ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے کتاب لکھ دی“

حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ۱۳۹۰ھ میں حج کیا اور مدینے پاک میں حاضری کی سعادت پائی۔

www.farzuloom.net

کہتے ہیں کہ: میں مدینہ پاک میں گر گیا اور سیدھے ہاتھ کی ہڈّی ٹوٹ گئی، درد بہت زیادہ ہوا تو میں نے اپنے ہاتھ کو چوم لیا اور کہا: اے مدینے کے درد، میرے دل میں بھی تیرے لیے جگہ ہے کہ تو مدینے پاک سے ملا ہے۔ دَرد اُسی وَقت ختم ہو گیا مگر ہاتھ کام نہیں کر رہا تھا۔

سترہ (17) دن بعد ایکسرے (X-ray) کرایا تو ہڈّی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور کچھ فاصلہ (gape) بھی تھا مگر میں نے علاج نہیں کرایا، پھر آہِستہ آہِستہ ہاتھ کام بھی کرنے لگا، مدینہ پاک کے اَسپتال کے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل نے کہا کہ یہ خاص کرم ہوا ہے کہ یہ ہاتھ ہمارے اندازے کے مطابق ہِل بھی نہیں سکتا۔ (مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: کہ) وہ ایکسرے میرے پاس ہے، ہڈی اب تک ٹوٹی ہوئی ہے۔ اللہ پاک کے کرم سے، مدینے پاک کی برکت سے، اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے قرآنِ پاک کی تفسیر (یعنی قرآن پاک کی آیات کے معنی اور مطلب) لکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ کا علاج صِرف یہ کیا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور! میرا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، آپ تو (حضرت) عبدُاللہ بِن عَتِیْك (رَضِیَ اللہ عَنْہ) کی ٹوٹی پنڈلی (shin) جوڑنے والے ہیں! اور آپ تو (حضرت) مُعَاذ بِن عَفْرَاء (رَضِیَ اللہ عَنْہ) کا ٹوٹا بازو (arms) جوڑ دینے والے ہیں، مجھ پر بھی کرم فرمائیں اور میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیں۔ (تفسیرِ نعیمی ج۹ ص ۳۸۸ مُلخصاً)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ ہمارے علماء مدینے پاک سے بہت محبّت کرتے تھے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رحمت سے بہت اُمید (hope) رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مدینے شریف کی چوٹ کا علاج تو نہ کیا مگر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے، اُن کی رحمت کا سوال کیا۔

تَعَارُف (Introduction):

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 1894ء میں یوپی ہند (India) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کے خلیفہ (جنہیں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پیری مریدی کروانے کی اجازت دی) مفتی نعیم الدین مرادآبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بھی علمِ دین حاصل کیا اور آپ ہی سے مرید ہوئے۔ آپ خود فرماتے تھے

www.farzuloom.net

میرے پاس جو کچھ ہے سب حضرت مفتی نعیم الدین مرادآبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملا ہے۔ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قرآنِ پاک اور حدیث کے معنیٰ سمجھانے والی کتابوں کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں لکھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس طرح کے علمی کام کرنے کے ساتھ ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کے ایسے عادی تھے کہ چالیس (40) سال تک آپ کی تکبیر اولی (نماز کی پہلی تکبیر، امام کے ساتھ) فوت نہ ہوئی۔ (فیضان مفتی احمد یار خان، ملخصًا)

علم اور علماء کی شان:

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار (1,000) رکعت نماز، ہزار (1,000) بیماروں کی عیادت اور ہزار (1,000) جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور قرآن کی تلاوت سے (بھی افضل ہے)؟ فرمایا: (کیا) قرآن پاک علم کے بغیر فائدہ دے گا؟ (قوت القلوب، ۱/۲۵۷ ملتقطاً)

حکایت (12): "بے ادب خاموش ہو گیا"

جب مفتی وقارالدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مدرسے، منظرُ الاسلام میں پڑھایا کرتے تھے، اُس وقت کسی نے آپ کے پاس آکر بتایا کہ یہاں سے قریب ایک گاؤں میں ایک بے ادب شخص ہے کہ جو مسجد میں بیٹھ کر بال کٹواتا ہے، لوگ سمجھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ مسجد میں ایسا کر سکتے ہیں، کوئی بھی عالم آکر مجھ سے بات کرلے۔

مفتی وقارالدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُس شخص کے پاس چلے گئے اور اُس سے فرمایا: تم مسجد میں بیٹھ کر بال کیوں کٹواتے ہو؟ اُس نے کہا کہ اگر یہ کوئی غلط کام ہے تو آپ قرآن و حدیث سے بتائیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا: کہ ہمارے پیارے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا، نیکیوں کو اس طرح برباد کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، الباب الاول، ۳/۵۰) اور مسجد میں بال کٹوانا مسجد میں گندگی کرنا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: حدیث میں مسجد میں باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے بال کٹوانے سے منع نہیں کیا گیا۔ اس پر مفتی صاحب نے فرمایا: قرآن مجید میں اللہ پاک نے والدین کے ادب کے بارے فرمایا: اپنے والدین کو

اُف تک نہ کہو(پ۲۶،الاحقاف،الایۃ۱۷)۔یعنی انہیں بالکل تکلیف نہ دو۔اب کوئی شخص اپنے والدین کو مارنا شروع کر دے اور کہے کہ قرآنِ پاک میں والدین کے سامنے اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے،مارنے سے منع نہیں کیا گیا ۔تو والدین کو مارنے والا شخص غلط کر رہا ہے یا صحیح کر رہا ہے؟اس نے کہا ”غلط“ کر رہا ہے۔مفتی صاحب نے فرمایا:جس طرح والدین کو مارنے والا بلکہ انہیں کسی بھی طرح تکلیف دینے والا گناہگار اور غلط کام کرنے والا ہے حالانکہ قرآنِ پاک میں صرف ”اُف“ کہنے سے منع کیا گیا اسی طرح مسجد میں گندگی پھیلانے والا بھی،ایسے کام کرنے والا ہے کہ جن سے منع کیا گیا ہے۔یہ سُن کر وہ آدمی خاموش ہو گیا اور لوگوں نے مفتی وقار الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا شکریہ ادا کیا۔(وقار الفتاویٰ،۱/۷ بالتصرف)

اس حکایت(سچے واقعے)سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ کچھ لوگ قرآنِ پاک اور مسجد کا ادب نہیں کرتے ایسے لوگوں کو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور اگر یہ لوگ بے ادبی سے نہ رُکیں تو ان سے دور رہنا چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

مفتی اعظم پاکستان مفتی وقارالدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سن 1915 میں ہند(India)میں پیدا ہوئے۔صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی آپ کے استاد تھے۔آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصّہ علمِ دین سیکھنے اور سکھانے میں گزارا۔ہند،بنگلہ دیش پھر پاکستان میں علمِ دین پڑھانے کا سلسلہ رہا۔دارالعلوم امجدیہ(کراچی)کے دار الافتاء میں آپ شرعی مسائل کے فتاویٰ(جوابات)بھی دیتے رہے۔امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تقریبا22سال تک آپ کے پاس شرعی مسائل وغیرہ کے سلسلے میں جاتے رہے۔مفتی اعظم پاکستان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو اپنی خلافت بھی دی (یعنی آپ کو اجازت دی کہ اب آپ دوسروں کو مرید کر سکتے ہیں)۔1993میں نمازِ فجر کے لیے اٹھے وضو کے دوران ہی آپ کو دل کا اٹیک(heart attack)ہوا جس کے بعد آپ انتقال فرما گئے۔

علم اور علماء کی شان:

حضرت اسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال

پوچھا۔(انہوں نے) کہا: اللہ پاک نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے فرمایا: اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا (تو تجھے) علم (دین) نہ دیتا۔ (الدر المختار معہ رد المحتار، ۱/۱۲۵)

---

www.farzuloom.net